

پنڈت بر ج نرائے چکبست

(۱۸۸۲ء – ۱۹۲۶ء)



پنڈت بر ج نرائے چکبست کی ولادت ایک کشمیری خاندان میں بمقام فیض آباد، (اتر پردیش) میں ہوئی۔ انہوں نے لکھنؤ میں تعلیم حاصل کی۔ ایل ایل بی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد لکھنؤ ہی میں وکالت کرنے لگے۔ ان کا انتقال بریلی میں ہوا اور آخری رسوم لکھنؤ میں ادا کی گئیں۔

چکبست نے روایتی انداز سے شاعری شروع کی اور غزلیں بھی کہیں۔ جلد ہی وہ نظم گوئی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ وطن پرستی کو موضوع بنایا۔ چکبست نے 'ہوم روں' کے موضوع پر بہت سی نظمیں کہی ہیں۔ ان کی نظموں میں قدرتی مناظر کی عکاسی، بیداری وطن کے جذبات، آزادی کی تڑپ اور دردمندی کے پہلو نمایاں ہیں۔ ان کے کلام میں سلاست اور روانی پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اپنے احباب، بزرگوں اور قومی رہنماؤں پر مرثیے لکھ کر ان کی سیرت کی عمدہ عکاسی کی ہے۔ ان کی نظموں کا مجموعہ "صحی وطن" اور مضامین کا مجموعہ "مضامین چکبست" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔



4914CH17

رامن کا ایک سین

رخصت ہوا وہ باپ سے، لے کر خدا کا نام راہ وفا کی منزل اوقل ہوئی تمام
 منثور تھا جو ماں کی زیارت کا انتظام دامن سے اشک پونچھ کر، دل سے کیا کلام
 اظہار بے کسی سے ستم ہوگا اور بھی
 دیکھا ہمیں اداس تو غم ہوگا اور بھی
 دل کو سنبھالتا ہوا آخر وہ نونہال خاموش ماں کے پاس گیا صورتِ خیال
 دیکھا تو ایک در میں ہے بیٹھی وہ خستہ حال سکتہ سا ہو گیا ہے، یہ ہے شدتِ ملال
 تن میں لہو کا نام نہیں، زرد رنگ ہے
 گویا بشر نہیں کوئی تصویرِ سنگ ہے
 کیا جانے کس خیال میں گُم تھی وہ بے گناہ نورِ نظر پر دیدہ حسرت سے کی نگاہ
 بُجھش ہوئی بیوں کو بھری ایک سرد آہ لی گوشہ ہائے چشم سے اشگوں نے رخ کی راہ
 چہرے کا رنگ حالتِ دل کھولنے لگا
 ہر موئے تن، زباں کی طرح بولنے لگا
 روکر کہا خموش کھڑے کیوں ہو میری جاں میں جانتی ہوں جس لیے آئے ہوتم یہاں
 سب کی خوشی یہی ہے تو صحراء کو ہورواں لیکن میں اپنے منھ سے نہ ہرگز کہوں گی ہاں
 کس طرح بن میں آنکھوں کے تارے کو بھیج دوں
 جوگی بن کے راج دُلارے کو بھیج دوں

لیتی کسی فقیر کے گھر میں اگر جنم ہوتے نہ میری جان کو سامان یہ بہم
 ڈستا نہ سانپ بن کے مجھے شوکت و حشم تم میرے لال تھے مجھے کس سلطنت سے کم
 میں خوش ہوں پھونک دے کوئی اس تخت و تاج کو
 تم ہی نہیں تو آگ لگاؤں گی راج کو
 سرزد ہوئے تھے مجھے سے خدا جانے کیا گناہ منجد ہمار میں جو یوں مری کشتنی ہوئی تباہ
 آتی نظر نہیں کوئی امن و اماں کی راہ اب یاں سے کوچ ہو تو عدم میں ملے پناہ
 تقسیم یمری خالت عالم بجل کرے
 آسان مجھ غریب کی مشکل اجل کرے
 سن کر زبان سے ماں کی یہ فریاد دردخیز اس خستہ جاں کے دل پہ چلی غم کی تیز تیز
 عالم یہ تھا قریب کہ آنکھیں ہوں اشک ریز لیکن ہزار ضبط سے رونے سے کی گریز
 سوچا یہی کہ جاں سے بے کس گزر نہ جائے
 ناشاد ہم کو دیکھ کے ماں اور مرنہ جائے
 پھر عرض کی یہ مادر ناشاد کے حضور ما یوں کیوں ہیں آپ الم کا ہے یہ دفور
 صدمہ یہ شاق عالم پری میں ہے ضرور لیکن نہ دل سے کچھے صبر و قرار دور
 شاید خزاں سے شکل عیاں ہو بہار کی
 کچھ مصلحت اسی میں ہو پروردگار کی
 پڑتا ہے جس غریب پہ رنج و محن کا بار کرتا ہے اس کو صبر عطا آپ کر دگار
 ما یوں ہو کے ہوتے ہیں انساں گناہ گار یہ جانتے نہیں وہ دانائے رو زگار
 انسان اس کی راہ میں ثابت قدم رہے
 گردن وہی ہے امر رضا میں جو خم رہے

اکثر ریاض کرتے ہیں پھولوں پہ باغبان ہے دن کی دھوپ رات کی شب نہیں گران
لیکن جو رنگ باغ بدلتا ہے ناگہاں وہ گل ہزار پردوں میں جاتے ہیں رائیگاں
رکھتے ہیں جو عزیز نہیں اپنی جاں کی طرح
ملتے ہیں دست یاس وہ برگ خزاں کی طرح
لیکن جو پھول کھلتے ہیں صحراء میں بے شمار موقوف کچھ ریاض پہ ان کی نہیں بہار
دیکھو یہ قدرتِ چمن آرائے روزگار وہ ابر و باد و برف میں رہتے ہیں برقرار
ہوتا ہے ان پہ فضل جو ربِ کریم کا
موج سُوم بنتی ہے جھونکا نسیم کا
انپی نگاہ ہے کرم کارساز پر صحراء چمن بنے گا وہ ہے مہرباں اگر
جنگل ہو یا پہاڑ سفر ہو کہ ہو حضر رہتا نہیں وہ حال سے بندے کے بے خبر
اس کا کرم شریک اگر ہے تو غم نہیں
دامانِ دشت، دامنِ مادر سے کم نہیں

برج نارائن چکبست

مشق

لفظ و معنی

زیارت : کسی متبرک مقام، چیز یا شخص کو عقیدت سے دیکھنا، کسی مقدس مقام کا سفر کرنا

Stem : ظلم

نوہاں	: پودا، کم عمر بچہ
سکتہ	: بے حرکت ہو جانے کا مرض
ملال	: رنج
بشر	: انسان
تصویرسگ	: مجسمہ، پتھر کی تصویری، پتھر کی مورت
دیدہ حسرت	: حسرت بھری نگاہ
گوشہ ہائے چشم	: آنکھ کے کونے
موئے تن	: جسم کے بال
جوگی	: نقیر
بہم	: ساتھ ساتھ، اکٹھے
شوکت و حشم	: شان و شکوہ، رعب داب
سر زدہ ہونا	: پیش آنا، واقع ہونا
مخدھار	: بھنور، دریا کے پیچوں نیچے
کوچ کرنا	: روانہ ہونا
عدم	: آخرت، غیر موجود ہونا
تقصیر	: قصور، غلطی
بخل کرنا	: معاف کرنا
اجل	: موت
درد نیز	: درد اٹھانے والا
گریز	: بچنا
ناشاد	: ناخوش

الم	:	غم
وفور	:	زيادتی
شاق	:	سخت، دشوار
عيال	:	ظاہر
رج و مجن	:	دکھ درد، غم، تکلیف
امر رضا	:	اللہ کی مرضی
رم	:	ٹیڑھاپن
ریاض	:	بہت سے باغ
ناگہاں	:	اچانک
رایگاں	:	بے کار
دست یاس ملتا	:	افسوں سے ہاتھ ملتا
برگ خزاں	:	خزاں کے پتے
موقوف	:	منحصر، ملتوي
موج سوم	:	گرم ہوا، جھلسادینے والی ہوا، لوٹ
نسیم	:	ٹھنڈی ہوا
کارساز	:	کام بنانے والا یعنی اللہ
حضر	:	ایک جگہ قیام، ٹھہراوہ
دشت	:	جنگل
دامن مادر	:	ماں کی گود، ماں کی آنکھوں

غور کرنے کی بات

- اس نظم میں ماں اور بیٹے کے جذبات کی عگاسی کی گئی ہے۔
- ایودھیا کے راجہ دشتروح کی تین بیویاں تھیں۔ کوشلیا، لیکنی اور سُمرا۔ رام چندر جی کوشلیا کے بیٹے تھے۔ جب تخت پر رام چندر جی کے بیٹھنے کا وقت آیا تو ان کی سوتیلی ماں لیکنی نے اپنا لیا ہوا وعدہ راجا دشتروح کو یاد دلا یا۔ آخر کار رام چندر جی کو چودہ برس کا بن باس ملا۔ نظم کے اس سین میں رام چندر جی کا اپنی ماں کوشلیا سے رخصت ہونا بہت پُر دردانداز میں دکھایا گیا ہے۔

سوالوں کے جواب لکھیے

1. ’راه وفا کی منزل اول ہوئی تمام‘ یہ کہہ کر شاعر نے کس کی طرف اشارہ کیا ہے؟
2. مندرجہ ذیل الفاظ شاعر نے کس کے لیے استعمال کیے ہیں؟ صورتِ خیال، خستہ حال، شدتِ ملال، تصویر سُنگ
3. شاعر کے خیال میں شوکت و حشم سانپ بن کر کس طرح ڈس رہا ہے؟
4. ’موئے تن زبان کی طرح بولنے‘ سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
5. چھٹے اور ساتویں بند کی تشریح کیجیے؟

عملی کام

- اس نظم سے منضاد الفاظ تلاش کر کے لکھیے۔
- نظم میں ایک لفظ ناشاد آیا ہے جس کے معنی خوش نہ ہونے کے ہیں لیکن اگر ہم اس میں سے ’نا‘ ہٹا دیں تو لفظ شاد بن جائے گا جس کے معنی خوش ہونے کے ہیں۔ آپ بھی ایسے ہی کچھ الفاظ لکھیے جس میں ’نا‘ کا استعمال کیا گیا ہو۔

- اضافت کی تعریف اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس نظم میں بھی کچھ اضافتیں آئی ہیں۔ جیسے خالق عالم۔ آپ نظم میں آئی اضافتوں کی نشاندہی کیجیے۔
- اسی طرح کچھ الفاظ ایسے آئے ہیں جن میں دو الفاظ کے درمیان میں 'و' کا استعمال ہوا ہے جیسے شوکت و حشم۔ یہ لکھتے تو 'و' لگا کر ہیں لیکن پڑھتے ہیں ملا کر جیسے (شوکتو حشم) دونوں کو اس طرح ملانے والے 'و' کو حرفِ عطف کہتے ہیں۔ آپ اس نظم میں سے اس طرح کے الفاظ کو تلاش کر کے لکھیے جن میں عطف کا استعمال ہوا ہو۔
- مندرجہ ذیل الفاظ کے معنی لکھیے اور انھیں جملوں میں استعمال کیجیے:
بہم، اشک ریز، خالق عالم، عیاں، رنج و محن، مجدد حمار، الہم، وفور